© rasailojaraid.com

طاقت ور نہیں کہ دوسرے کو زیر کرے۔

یمن کی اسلامی تحریک کے لیے مخلوط حکومت میں شمولیت پہلا تجربہ ہے۔ دونوں حلیف پارٹیاں فکر و نظر کے لحاظ سے اسلامی تحریک سے بڑا فاصلہ رکھتی ہیں، مگر جو امتیاز اسلامی تحریک کو حاصل ہے اس سے دونوں حلیف پارٹیاں خالی ہیں۔ جنوبی یمن کی حزبِ اشتراکی سقوطِ کمیونزم کے بعد ذہنی شکست سے دو چار ہے۔ سیاسی و اقتصادی لحاظ سے اس نے جنوب میں اپنے دورِ حکمرانی کے اندر کوئی قابلِ رشک اثرات نہیں چھوڑے۔ بلکہ عدن سے لے کر حضر موت تک تمام صوبے اقتصادی بدحالی، اخلاقی بے راہ روی اور مذہبی آزمائش سے دو چار ہوئے۔ نیز سقوطِ کمیونزم سے پہلے جنوبی یمن کے دو اشتراکی گروپوں کے درمیان ۴ ماہ تک شدید خانہ جنگی نے بھی جنوبی عوام کو اشتراکیت سے متنفر کر دیا اور ان کے اندر اسلامی اور عربی جذبات امڈ آئے۔ اسی دباؤ کے نتیجے میں جنوبی قیادت کو شمالی یمن کے ساتھ اتحاد کرنا پڑا۔ جہاں تک شمالی یمن کی نیشنل کانگریس کا تعلق ہے تو اسے بھان متی کا کنبہ کہنا زیادہ مناسب ہو گا۔ اس میں بعثی نظریات کے حامل افراد بھی موجود ہیں، شکست خوردہ عرب قوم پرست اور جمال عبدالناصر کے نام لیوا بھی۔ ابن الوقت قبائلی سردار بھی، اور کچھ نیک اور مخلص لوگ بھی اس کے دامن سے وابستہ ہیں جو یمن کو اسلامی ریاست دیکھنا چاہتے ہیں۔ ان دونوں کے مقابلے میں اسلامی محاذ کے پاس تربیت یافتہ کارکنوں کی بہترین ٹیم موجود ہے، جو بے داغ ماضی، پاکیزہ کردار، ایمانی جرات اور ربانی حکمت و دانش سے بہرہ ور ہے۔ مگر کیا نیو ورلڈ آرڈر اسے برداشت کرے گا۔ اس کا جواب مستقبل قریب میں مل سکتا ہے۔ جو چیز بالکل واضح ہے وہ یہ ہے کہ تحریکِ اسلامی خواہ حکومت میں شامل رہے یا نہ رہے، وہ ملک کی ایک مضبوط طاقت ہے۔ اس میں ہر لحہ اضافہ ہو رہا ہے۔ اس کے جو جوان جہاد کے دوران افغانستان کی وادیوں سے گزر چکے ہیں، وہ اس کی روحِ رواں ہیں۔ ان کے جذبۂ ایمانی کو کوئی طاقت پسپا نہیں کر سکتی۔

ملائشیا میں

مشرقِ بعید میں دو بڑے مسلمان ممالک ہیں: انڈونیشیا اور ملائشیا۔ سیاسی لحاظ سے ملائشیا کسی حد تک جمہوریت اور بنیادی آزادیوں سے بہرہ مند ہے، جبکہ انڈونیشیا آزادی کے بعد مسلسل آمریت کے نرغے میں چلا آرہا ہے۔ پہلے سوکارنو (۱۹۴۵-۱۹۶۵) کی آمریت چھائی رہی اور پھر آج تک (۱۹۶۵-۱۹۹۳) سوہار تو کی آمریت چلی آ رہی ہے، جسے مقامی عیسائیوں اور لادینوں کی حمایت کے ساتھ مغرب کی پوری آشیر باد حاصل ہے۔ ملائشیا کے حالات شروع سے مختلف چلے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

آرہے ہیں۔ یہ ملک انگریزی استعمار سے ۱۹۵۷ میں آزاد ہوا۔ اس وقت مجمع الجزائر ملایا کا صدر مقام سنگاپور تھا۔ ۱۹۶۳ء میں ملایا کی ۱۱ ریاستوں نے سنگاپور کے ساتھ مل کر فیڈریشن آف ملائشیا کی تشکیل کی۔ ۱۹۶۵ء میں دو مزید ریاستوں صباح اور سرواک نے اس فیڈریشن میں شرکت کا اعلان کیا۔ چینیوں کی اکثریت کے غلبہ کے اندیشہ نے بالآخر سنگاپور کو الگ کر دیا۔ جب کہ مذکورہ ۱۳ ریاستوں پر مشتمل ملائشیا وجود میں آگیا اور کوالالمپور اس کا دارالحکومت تجویز ہوا۔ ملائشیا کی کل آبادی ڈیڑھ کروڑ کے قریب ہے۔ اس میں ۵۸ فیصد ملائی مسلم' ۳۱ فیصد چینی' ۱۱ فیصد انڈین اور دیگر اقوام پائی جاتی ہیں۔

یہاں دو بڑی اسلامی تحریکیں کام کر رہی ہیں۔ ایک ملائشین ینگ مسلم آرگنائزیشن جسے اے بیم کہتے ہیں۔ یہ ان نوجوانوں نے تشکیل دی ہے جو یورپ اور امریکہ میں پڑھتے رہے ہیں اور وہاں اسلامی تحریکوں کے ساتھ وابستہ رہے ہیں۔ یہ لوگ مولانا مودودیؒ اور امام حسن البناؒ کی دعوت و تحریک سے متاثر ہیں۔ ان کی موجودہ پالیسی ڈاکٹر محاضر کی حکومت سے تعاون پر مبنی ہے۔ چنانچہ اے بیم کے سابق سربراہ انور ابراہیم محاضر حکومت میں ۸ سال سے وزیر چلے آرہے ہیں۔ آج کل وزارتِ خزانہ ان کے پاس ہے۔ انھوں نے مزید ترقی یہ کی ہے کہ گورنمنٹ پارٹی U M N O (یونائیٹڈ ملائشین نیشنل آرگنائزیشن) کے حالیہ پارٹی الیکشن (نومبر ۱۹۹۳ء) میں وہ ڈپٹی چیئرمین منتخب ہو گئے ہیں۔ چیئرمین خود وزیر اعظم ہوتا ہے۔ گویا وہ مستقبل کے وزیراعظم کہے جا سکتے ہیں۔ دوسری اسلامی تحریک اسلامک پارٹی ہے جس کا مخفف "پاس" ہے۔ اس کا قیام ۱۹۵۱ میں عمل میں آیا تھا۔ پہلے تو یہ ایک محض مسلم تنظیم کی حیثیت سے ابھری تھی جیسی پاکستان میں مسلم لیگ' لیکن ۱۰ سال سے اس پر تحریکِ اسلامی سے وابستہ لوگوں کا غلبہ ہے۔ اور اب اس کا دعوتی و تربیتی نظام اور پوری فکر اسلامی تحریک کے رنگ میں ڈھل چکی ہے۔ اس کے سربراہ استاذ فاضل نور ہیں۔ اس نے ملائشیا کو صحیح معنوں میں "اسلامی ریاست" میں تبدیل کرنے کا تہیہ کر رکھا ہے۔ دنیا کی دوسری اسلامی تحریکوں کے ساتھ بھی اس کے تعلقات قائم ہیں۔ ۱۹۸۹ کے انتخابات میں "پاس" کو ریاست کلنتان میں مقامی انتخابات میں اکثریت حاصل ہوئی ہے اور اس نے وہاں اپنی حکومت تشکیل دی' جس کے سربراہ (منتری بیسار) ایک وسیع النظر عالمِ دین' نک عبدالعزیز ہیں۔ مرکز میں "امنو" کی حکومت سیکولرزم کی علمبردار ہے جبکہ "پاس" اسلامی نظام کی داعی ہے اور کلنتان میں اس نے اپنے اختیارات کی حد تک اسلامی نظام کا نفاذ شروع کر رکھا ہے۔ اس نے کلنتان میں شراب' جوئے اور قحبہ گری پر پابندی عائد کر دی ہے' ملازمین کی تنخواہوں میں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

معقول اضافہ کر دیا ہے، جدید تعلیم اور دینی تعلیم کو یکجا کر دیا ہے۔ ریاستی زمین جو عرصے سے غیر آباد پڑی تھی غریب کاشتکاروں میں تقسیم کر دی ہے۔ بے روزگاری کا تقریباً خاتمہ کر دیا ہے۔ دعوت و تبلیغ کا جامع اور مربوط نظام جاری کر دیا ہے تاکہ لوگوں کو ذہنی اور نفسیاتی طور پر اسلامی اصلاحات کے لیے تیار کیا جا سکے۔ "تقویٰ بستی" کے نام سے دیہی علاقوں میں صاف ستھرے گاؤں قائم کیے جا رہے ہیں۔ ریاستی سرمائے کو سودی بنکوں سے نکال کر غیر سودی بنکوں میں رکھ دیا گیا ہے۔ "اسلامی رہن" سسٹم جاری کر کے کم آمدنی والے لوگوں کو قرضِ حسنہ دیا جا رہا ہے۔ اس سسٹم کے تحت لوگوں سے کچھ چیزیں رہن رکھ لی جاتی ہیں اور قرض دے دیا جاتا ہے اور جب وہ قرض واپس کرتے ہیں تو ان کی اشیا ان کو واپس دے دی جاتی ہیں۔ ریاست کا وزیر اعلیٰ اپنی سابقہ کٹیا میں رہتا ہے۔ اس نے اپنے لیے نہ کوئی گارڈ لی ہے اور نہ کوئی گھریلو خادم۔ اس کی سادگی نے عوام کو انگشت بدنداں کر رکھا ہے۔ ریاست کلنتان کی یہ اصلاحات پڑوسی ریاستوں پر بھی اثر انداز ہو رہی ہیں۔ مرکزی حکومت کی طرف سے ریاست کی اسلامی حکومت کو کوئی تعاون نہیں مل رہا ہے۔

(جاری ہے)

سید علی گیلانی کی تصنیف
رُودادِ قفس
قیمت: ۱۲۰/- روپے
ہم سے منگوائیں
۱۰۰ روپے کی کتب مفت حاصل کریں
ڈاک خرچ ۱۵/- روپے بذمہ خریدار
البدر پبلی کیشنز اردو بازار، لاہور

© rasailojaraid.com